حفاظتِ نظر

— وعظ —

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

— ناشر —

کتاب گھر
ناظم آباد ۴ کراچی

وعظ: فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: حفاظتِ نظر

بمقام: جامع مسجد دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

بتاریخ:

بوقت: بعد نمازِ عصر

تاریخ طبع مجلد: محرم ۱۴۲۴ھ

مطبع: حسان پرنٹنگ پریس فون: ۰۲۱-۶۶۳۱۰۱۹

ناشر: کتاب گھر ناظم آباد نمبر ۴ کراچی ۷۵۶۰۰

فون: ۰۲۱-۶۶۰۲۳۶۱ فیکس: ۰۲۱-۶۶۲۳۸۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعظ

حفاظتِ نظر

(مجلس بروز جمعہ بعد نماز عصر ۲۲؍شعبان ۹۳ھ، ۲۱؍ستمبر ۷۳ء)

اس بیان کے بعد ایک شخص نے بتایا کہ اس سے بعض چالیس سالہ پرانے مریض بھی صحت یاب ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی کہنہ مریضوں کو شفاء عطاء فرمائی ہے۔ لہٰذا اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں۔ امت کو دنیا و آخرت میں رسوا کرنے والے اس مہلک مرض سے بچانے کی کوشش کریں اپنے لئے ذخیرۂ آخرت اور صدقہ جاریہ بنائیں۔ (مرتب)

یہ بیان زہد کے بارے میں شروع ہوا تھا لیکن جلد ہی حفاظت نظر کی طرف منتقل ہوگیا جس کی تفصیل یوم جمعہ کے اس بیان کے آخر میں اور اس کے بعد یوم الاحد کے بیان کے شروع میں ہے۔ (مرتب)

"الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمداً عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه اجمعين.

اما بعد فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

الزهادة فی الدنیا لیست بتحریم الحلال ولا اضاعة المال ولكن الزهادة فی الدنیا ان لا تكون بما بیدیك اوثق بما فی یداللّٰه. رواه الترمذی رحمه اللّٰه تعالیٰ.“

زہد کی حقیقت اور اس کا طریق تحصیل:

آج زہد سے متعلق دو چیزیں بتانا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ زہد کسے کہتے ہیں دوسری یہ کہ اسے حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے۔

زہد کسے کہتے ہیں؟ زہد اس کو نہیں کہتے کہ کھانا پینا چھوڑ دے بلکہ زہد نام ہے طول الامل کو چھوڑنے کا (امل الف سے بمعنی آرزو) یعنی بہت زیادہ آرزوؤں اور لمبی امیدوں کو چھوڑ دینا۔ زہد یہ نہیں کہ کھانا پینا اور اچھے کپڑے پہننا وغیرہ چھوڑ دو، بلکہ زہد یہ ہے کہ بہت زیادہ آرزو نہ رکھے، جیسے شیخ چلی کا قصہ مشہور ہے کہ کسی کا گھی اٹھا کر لے جا رہا تھا سوچا کہ اس سے جو اجرت ملے گی اس سے انڈے خریدوں گا، ان کی تجارت کروں گا، اس میں ترقی ہوگی تو پھر مرغیوں کی تجارت کروں گا، جب اس میں ترقی ہوگی تو بکریوں کی تجارت کروں گا اس سے ترقی کر کے گائے بھینس کی تجارت کروں گا، اس طرح جب خوب دولت جمع ہو جائے گی تو پھر شادی کروں گا، اس سے بچے ہوں گے، وہ پیسے مانگیں گے۔ تو سر کو جھٹکا دے کر کہوں گا کہ جاؤ۔ سر کو جھٹکا دینا تھا کہ گھی کا برتن گر گیا، مالک نے کہا تم نے گھی کیوں گرا دیا؟ تو کہنے لگا کہ میرا تو سارا کنبہ ہی تباہ ہو گیا اور تم مٹکے کو روتے ہو۔ زیادہ آرزوؤں کا کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ یہ موت ہے اور پھر ہاتھ چھوڑ کر سامنے کی طرف پھیلا کر فرمایا کہ وہ انسان کی ہوس ہے۔

ایک شخص کی عمر نوے سال سے بھی زیادہ تھی اس نے تین سو سال کا ٹھیکہ لے لیا تو کسی نے لوگوں سے کہا کہ خوش رہو، ملک الموت مر گئے، کسی نے پوچھا وہ کیسے تو کہا

کہ اگر وہ نہ مرے ہوتے تو یہ نوے سال سے بھی زیادہ عمر کا بوڑھا مزید تین سو سال کا ٹھیکہ نہ لیتا۔

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مہینے تک ادھار کوئی چیز خریدی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ ایک ماہ تک زندہ رہے گا۔

اپنی تو کیا آج کل تو اولاد تک کی سوچی جاتی ہے بلکہ قیامت تک جتنی اولاد ہوگی ان سب کی فکر ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے لئے رزق کی زیادہ فکر نہ کیا کرو کیونکہ اگر وہ نیک نہیں ہیں تو تم نے ان کے لئے یہ سامان مہیا کر کے ان کی سرکشی میں مدد کی اور اگر وہ نیک ہیں تو:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ (۶۵-۲،۳)

تَرْجَمَہ: ”اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کی شکل نکال دیتا ہے، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔“

انہیں تمہاری کمائی کی ضرورت نہیں اللہ خود ہی انہیں رزق دے گا۔

حصول رزق کا وظیفہ:

دارالعلوم کورنگی کے ایک منتہی طالب علم نے آکر کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہوئی ہے جو کہہ رہی ہے کہ وہ ان کی بیوی ہے اور خوشامد و تملق کر رہی ہے کہ حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک نظر دیکھ لیں مگر وہ نہیں دیکھ رہے، میں نے جواب میں کہا کہ آپ معقولات زیادہ پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں

میرے اسباق اکثر معقولات کے ہیں، میں نے کہا دوسری بات یہ کہ آپ کو مستقبل میں اپنی معاش کی زیادہ فکر ہے کہ رزق کہاں سے ملے گا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی تو بہت فکر ہے۔ میں نے کہا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا علم پڑھیں بوعلی سینا کا نہیں، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا علم پڑھیں گے تو فکر رزق کی حاجت نہیں رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اتتہ الدنیا وھی راغمۃ“ دنیا ناک رگڑتی ہوئی آئے گی، اس کی کیوں اتنی فکر لگی ہے۔

نظر کا صحیح استعمال:

اللہ تعالیٰ سے نظر ہٹا کر اس خسیس دنیا کی طرف اپنی نظر کو نہ ڈالیں یہ نظر نجس اور گندی ہو جائے گی، ایک بات بہت مشہور ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر پاخانے کی طرف دیکھا جائے تو آنکھوں میں گھانجنی نکل آتی ہے ایسے ہی نجس دنیا پر نظر ڈالنے سے یہی حالت ہوگی۔

نظر کا غلط استعمال:

اپنی آنکھوں کی حفاظت کیجئے، آج کل بدنظری کا مرض بہت عام ہے، جہاں کوئی عورت ملی وہیں اس پر نظر ڈال لی، نہیں تو ٹیلیویژن دیکھ لیا، دیواروں پر لگی ہوئی تصاویر دیکھ کر دل بہلا لیا۔ کسی نے کہا کہ یہ ٹیلیویژن پر تصویر نہیں بلکہ عکس ہے، میں نے کہا کہ عورت کے عکس کا دیکھنا بھی ناجائز ہے بلکہ عکس کا دیکھنا تو بسا اوقات عورت کے دیکھنے سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے اور اس کی بہ نسبت بڑا گناہ ہے کیونکہ حقیقی عورت کو دیکھنے میں ذرا حوصلہ چاہئے کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو۔ لیکن عکس کے دیکھنے والے کو حوصلے کی بھی ضرورت نہیں، اس میں تو انسان اور زیادہ مبتلا ہو سکتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

ــ تری تصویر میں اک چیز تجھ سے بھی نرالی ہے
کہ جتنا چاہو چپکا لو نہ جھڑکی ہے نہ گالی ہے

یہ نظریں ہی خراب ہوگئیں ہیں جیسے بھنگی کو پاخانہ نہ ملے تو پریشان ہوگا، یہ آنکھیں پریشان پھرتی ہیں مگر جن کی نظر ایک محبوب پر ہے ان کی حالت یہ ہوتی ہے۔

ــ ہمہ شہر پر زخوبان منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم یک بین نکند بہ کس نگاہے

دنیا کی حسیناؤں کی حقیقت:

طشتری میں پاخانہ رکھ کر اوپر ریشمی رومال رکھا ہوا ہو تو دیکھنے والے کے منہ میں پانی بھر آئے گا، ذرا اندر سے تو دیکھیں، دنیا کی بہترین حسیناؤں کا یہی حال ہے کہ گندگی ہی گندگی ہے۔ معدہ میں نجاست، مثانے میں نجاست، رحم متعفن خون سے بھرا ہوا ہے، جسم میں کہیں بھی سوئی چبھوئی جائے تو نجس خون ابلنے لگتا ہے ــ

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوق نظر نہیں ہے

مجھے شکایت ملتی ہے کہ نظریں اٹھتی رہتی ہیں تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ یہ کرگس کی نظریں کیوں بنتی ہیں؟ شاہین کی نظریں کیوں نہیں بنتی؟ یہ نظریں بہت گندی ہیں، خسیس ہیں۔

ایک عجیب دعاء:

ایک دعاء کی اکثر توفیق ہو جاتی ہے وہ یہ کہ یا اللہ! وطن کا شوق عطاء فرمادے اور اپنا دیدار عطاء فرما، آنکھوں میں وہ سرمہ عطاء فرما جو تیرے دیدار کے قابل بنا دے یہ دعاء کرتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء کی طرف ذہن چلا جاتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جا کر درخواست کی اے محبوب! اپنا دیدار کرادے تو اللہ

تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ان آنکھوں سے مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جواب یہیں ختم ہوگیا مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو دیدار کے قابل بنانے کا ایک نسخہ بھی عطاء فرمایا ہے۔

دیدارِ الٰہی کا نسخہ:

فرمایا کہ کتاب کو لے جائیں اس پر خود بھی عمل کریں اور اپنی قوم کو بھی عمل کرنے کا حکم دیں تو آخرت میں دیکھنے کے قابل ہوجائیں گے۔

ایک مثال سمجھ لیں، کوئی شوہر اندھا اپنی محبوب بیوی سے یہ کہے کہ مجھے تم سے بڑی محبت ہے تمہیں دیکھنے کو جی چاہتا ہے، میں دیدار کے لئے بے قرار ہوں اتنے میں کوئی طبیب آئے اور کہے کہ آؤ جس کو بینائی درست کرانا ہو میں علاج کرتا ہوں۔ اس وقت اگر بیوی کہے کہ اب اپنی آنکھیں بنوالو تو یہ وقت ہے شوہر کے امتحان کا، اب اگر وہ سرمہ استعمال کرے یا آپریشن کرالے اور آنکھیں بنوالے تو اس کا دعوائے محبت صحیح ہے ورنہ وہ جھوٹا محب ہے۔ ہم نے دعویٰ کیا کہ ہم مسلمان ہیں، اللہ کے دیدار کے عاشق ہیں، جہاں ہمیں یہ حکم ہو کہ یہ کتاب ہے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کرو تو آخر کار ہمارا دیدار ہو جائے گا تو گویا یہ فرما دیا کہ یہ سرمہ ہے اسے لگایا کرو بینائی درست ہوگی اگر ہم عمل کریں تو سچے محب ہیں۔ یا اللہ! ہم سب کو اس کی توفیق عطاء فرما۔

نسخہ استعمال کئے بغیر محض دعاء بے کار ہے۔ دعاء کرے کہ آنکھیں درست ہوں مگر علاج نہ کرائے تو فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اسباب ظاہرہ کو اختیار کرنا بھی لازمی ہے۔

تقویٰ کی گاڑی:

تقویٰ کی گاڑی کے دو پہیے ہیں: ہمت اور دعاء، آگے ایک تیسری چیز اور ہے یعنی بھاپ، تیز رفتار اور دوام کے لئے بھاپ کی ضرورت ہے ورنہ گاڑی تھوڑی دیر چل کر بند ہو جائے گا، بھاپ ہے کسی اللہ والے سے تعلق رکھنا، اگر کسی محبت والے کے

ساتھ تعلق قائم کرلیا تو یہ پہیے اتنے تیز چلنے لگتے ہیں کہ ان کو روکنے کے لئے بریک لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

جب یہ دعاء کرتا ہوں کہ یا اللہ! اپنا دیدار عطاء فرما اس کے ساتھ ہی یہ فکر بھی ہوتی ہے کہ اس کے لئے ہمت چاہئے، تو دعاء کرتا ہوں کہ یا اللہ! ہمت عطاء فرما، یا اللہ! ان آنکھوں کو بنانے کے لئے سرمہ عطاء فرما، یہی اس کا وقت ہے کہ ان کو محبوب کے دیدار کے قابل بنایا جائے، مرنے کے بعد موقع نہ ملے گا۔

استعمالِ نظر آئینہ دل کا مظہر:

جو نظریں بھٹکتی ہیں اتنی بے ہمت اور خسیس کیوں ہیں؟ یہ نظر پڑتی ہے تو پاخانے ہی پر کیوں پڑتی ہے، یہ چنبیلی اور گلاب کیوں نہیں دیکھتی؟ انسان کے ذہن میں جو چیز بسی ہوتی ہے وہی چیز سامنے آئے گی۔ کسی نے کسی بھوکے سے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو بتایا کہ چار روٹیاں۔ یہ نظریں گندگی کے ساتھ اس طرح مانوس ہوگئی ہیں کہ بھنگی کی طرح پاخانہ ہی کو دیکھتی ہیں۔ یہ اتنی خسیس کیوں ہوگئی ہیں۔ دعاء کیا کریں کہ یا اللہ! اس خست نظر سے بچالے اور کوئی صورت سامنے آئے تو یوں کہا کریں۔

؎ ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

دارالعلوم کورنگی سے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آتے جاتے ہماری یہی کیفیت ہوتی تھی۔ بازار میں بن ٹھن کر نکلنے والیاں سمجھتی ہوں گی کہ یہ لوگ ہماری طرف متوجہ ہوں گے اور یہ بھنگی ہمیں اٹھالیں گے اور اس بازار سے چل کر جب حضرت اقدس پر نظر پڑتی تو بے ساختہ پکار اٹھتے۔

؎ ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

انہوں نے حسین دیکھے ہی نہیں اور ہم سمجھتے تھے کہ گویا:

؎ ہم ہی دونوں تو حسن و عشق کی دنیا کے مالک ہیں
جو تو عرشی تو میں فرشی، فلک تیرا زمین میری

دارالعلوم میں ختم بخاری کے موقع پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس سے درخواست کی کہ طلبہ اور اساتذہ کا اشتیاق ہے کہ آپ تشریف لائیں، حضرت اقدس نے قبول فرما کر میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ کھانا ان کے ہاں کھاؤں گا۔ الحمد للہ! ان اکابر کا کیا احسان تھا، اس کرم کو میں بیان نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان اللہ والوں کے ساتھ ہمارا تعلق قائم رکھے۔ جب حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دارالعلوم کی طرف چلے تو میری زبان پر بے ساختہ بآواز بلند یہ شعر جاری ہوگیا۔

؎ تصور عرش پر ہے وقف سجدہ ہے جبیں میری
مرا اب پوچھنا کیا ہے فلک میرا زمین میری

اپنی نظر کو خست سے بچائیں ؎

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ حالت کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے ''فریب خواب ہستی'' کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

اپنی نظر کو اِدھر اُدھر دوڑانا خست کی علامت ہے۔ بچپن میں ہم جس گھوڑے کو دیکھتے کہ وہ اِدھر اُدھر منہ مارتا ہے تو سمجھ جاتے کہ یہ پٹواری کا ہے، اگر یہ کسی زمیندار کا ہوتا تو اِدھر اُدھر منہ نہ مارتا پھرتا۔ یہ حیوانوں کی حالت ہے۔ ذرا اپنی نظروں کو بھی دیکھ لیجئے یہ اتنی ذلیل کیوں ہوگئیں۔ اس پر تعجب ہوتا ہے کہ بلند نظری کیوں پیدا نہیں

ہوتی۔

سب سے بڑا بے وقوف:

ایک بات میرے ذہن میں اپنی نوعمری ہی کے زمانے سے آتی رہتی ہے، وہ یہ کہ جن لوگوں میں بدنظری کا مرض ہے ان میں ذرا بھی عقل نہیں، سوچنے کی بات ہے کہ جس چیز کو حاصل کرنا اس کے اختیار میں نہیں اسے دیکھنے سے کیا فائدہ؟ فائدہ کی بجائے تکلیف بڑھے گی، اگر یہ صورت ہو کہ جس عورت کی طرف یہ دیکھے وہ فوراً اس کے پاس چلی آئے اور یہ اس سے اپنا مقصد حاصل کر لے تو کچھ فائدہ بھی ہو لیکن ایسا ہوتا نہیں۔ ایک مثال سے سمجھ لیں کہ کسی حلوائی نے اپنی دوکان میں ہر قسم کی مٹھائیاں سجا کر رکھی ہوئی ہیں، کوئی شخص دور سے گھور گھور کر انہیں دیکھنے لگے، زبان سے رال ٹپکا رہا ہو، چٹخارے لے رہا ہو تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر خریدنے کی طاقت ہے تو اسے خرید لو اور اگر خریدنے کی ہمت نہیں ہو رہی تو یہاں سے ہٹ جاؤ، اس طرح دیکھ دیکھ کر رال ٹپکانے اور چٹخارے لینے سے کیا فائدہ؟ الٹا صحت کو نقصان پہنچے گا اور لوگ پاگل سمجھیں گے۔

اسی طرح جن لوگوں میں بدنظری کا مرض ہوتا ہے وہ جب مردار صورتوں کو گھور گھور کر دیکھ رہے ہوتے ہیں تو مجھے ان لوگوں کی حماقت پر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ مردار صورتوں کو دیکھ دیکھ کر رال ٹپکا رہے ہیں جس سے سرعت انزال، جریان اور نامردی جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

ذرا بتایئے! دنیا میں ان لوگوں سے زیادہ بے وقوف بھی کوئی ہوگا؟ صحت بھی برباد، دل و دماغ بھی خراب اور حاصل کچھ نہیں، ایسے لوگوں پر دنیا میں یہ عذاب آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو بیوی کی لذت سے محروم فرما دیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار بہت بڑی نعمت بتایا ہے، اس کی لذت سے محرومی دنیا کا

عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے۔

آنکھوں کے قدرتی اسپرنگ:

اللہ تعالیٰ نے آنکھ میں قدرتی قوت رکھی ہے کہ جب کبھی مضر چیز اس کے سامنے آتی ہے تو اس کو بند نہیں کرنا پڑتا بلکہ وہ از خود بند ہو جاتی ہے، اس کا تجربہ یوں ہوتا ہے کہ بالکل بے سمجھ چھوٹے بچے کو دیکھ لیں کہ اس کی آنکھ کی طرف ہاتھ یا اور کوئی چیز لے جائیں تو فوراً بند ہو جاتی ہے، حالانکہ اتنے چھوٹے بچے کو آنکھ بند کرنے کی تمیز نہیں، اس کا تقاضا یہ تھا کہ جو چیزیں قلب کو نقصان دیتی ہیں، محبوب حقیقی کو ناراض کرتی ہیں ان سے بھی آنکھ از خود بند ہو جاتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کرم کے خلاف ہے کہ جو چیز جسم کے لئے مضر ہو اس سے بچنے کے لئے تو آنکھ میں پیدائشی طور پر خود کار اسپرنگ لگا دیے اور جو چیز روح کو نقصان پہنچائے ان سے حفاظت کے لئے آنکھوں میں از خود بند ہونے کی استعداد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھوں میں یہ استعداد یقیناً رکھی ہے میں حلفیہ کہتا ہوں کیونکہ یہ حالت ہم پر گزر رہی ہے، پلکیں از خود بند ہو جاتی ہیں مگر لوگوں نے ناجائز صورتوں کی طرف آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے سے ان قدرتی اسپرنگوں کو ڈھیلا کر دیا ہے بلکہ توڑ دیا ہے، پیدائشی اسپرنگ خراب ہو گئے ہیں، ان کو دوبارہ ٹھیک کروا لیں کسی مصلح باطن سے ان کا علاج کرائیں وہ جو طریقے بتائیں ان پر عمل کریں پھر دیکھیں کیسے روح کو نقصان دینے والی چیزوں سے آنکھیں از خود بند ہوتی ہیں۔

بیان تو میں کر رہا تھا زہد پر مگر مضمون کسی اور جانب مڑ گیا۔ بیان سے قبل یہ دعا ہوتی ہے کہ یا اللہ! جو چیز اور جو بات زیادہ ضرورت کی ہو وہی مجھ سے کہلا دے، شاید اس کی زیادہ ضرورت تھی، وہی بات ہو گئی، شاید اللہ کا کوئی نیک بندہ اخلاص لے کر آیا ہو جس کی وجہ سے یہ ضرورت کی بات کہلا دی گئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کسی وقت اگر

ضرورت ہوئی تو زہد کے مضمون کو بھی بیان کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ سرمہ عطاء فرمائیں جس کو لگا کر ہم ان کے دیدار کے قابل ہو جائیں۔

(مجلس یوم الاحد بعد نماز عصر، ۲۴؍ شعبان ۹۳ھ مطابق ۲۳؍ ستمبر ۷۳ء)

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا، من یہدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم،

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ الاٰیة﴾ (۲۴-۳۰، ۳۱)

مجلس خاص اور جلسہ عام میں فرق:

گذشتہ مجلس میں میں نے اپنا معمول بتایا تھا کہ یہ دعاء ہو جاتی ہے کہ یا اللہ! جو مضمون مفید اور نافع ہو وہ کہلا دے۔ بعض دفعہ یوں ہو جاتا ہے کہ کسی مضمون پر کچھ کہنے کا خیال ہوتا ہے مگر کوئی دوسرا مضمون شروع ہو جاتا ہے اخلاص کی دعاء بھی ہو جاتی ہے یا اللہ! ہمارے نفس کا اس میں شائبہ نہ ہو، ہماری زبان، ہمارا قلب اور ہمارا علم

سب کچھ تیرے قبضہ میں ہے ان سے وہی کام لے جو تجھے پسند ہو، چنانچہ گزشتہ مجلس میں بیان کی ابتداء تو زہد سے ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے جلدی ہی ذہن کا رخ حفاظت نظر کی طرف فرما دیا، اللہ تعالیٰ کے اس تصرف کی حکمت اور اس کی رحمت کا مشاہدہ بھی بہت جلدی ہوگیا، حفاظت نظر کا وعظ سن کر ایک شخص نے کہا کہ وہ چالیس سال سے اس مرض میں مبتلا تھا، اصلاح ہوگئی، انہوں نے ایک اور مفید بات کہی کہ آپ یہ دعاء کرتے ہیں کہ یا اللہ! وہی بات مجھ سے کہلا جس کی ضرورت ہو، سننے والوں کو بھی یہ دعاء کرنی چاہئے کہ یا اللہ! جو بات ہمارے لئے مفید ہو وہی بات کہلا، میرا تو یہ معمول ہے ہی آپ بھی یہی دعاء کریں کہ یا اللہ! تو خود جانتا ہے کہ ہمارے اندر کیا کیا مرض ہیں، ہمارے فائدے کی باتیں کہلا دے انہوں نے یہ کتنی اچھی بات کہی، یہ قلب کی صلاحیت کی علامت ہے اور یہ صلاحیت اللہ والوں کی صحبت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں عام جلسوں میں وعظ نہیں کرتا، لوگوں کے بلانے پر بھی میں نہیں جاتا، اس لئے کہ ان میں اصلاح کی فکر نہیں ہوتی بلکہ رونق مقصود ہوتی ہے، لوگوں کی حاضری زیادہ ہو تو اس کو کامیابی کہا جاتا ہے اسی لئے مسلسل جلسوں میں شرکت کرنے والوں کو ہم نے دیکھا کہ ان کی اصلاح نہیں ہوتی، جلسے سے اٹھنے کے بعد ہر شخص دوسروں سے یہ کہتا ہے کہ دیکھو مولوی صاحب نے یہ کہا تھا کہ تم میں یہ مرض ہے دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں اپنی اصلاح نہیں کرتے گویا کہ ہر شخص یہ سوچ کر بیٹھتا ہے کہ اپنی اصلاح نہیں کریں گے بلکہ دوسروں کے عیب تلاش کریں گے۔

خاص مجلسوں میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جو لوگ دور سے آتے ہیں وہ یہ فکر لے کر آتے ہیں کہ ہماری اصلاح ہو جائے، خاص کر جب یہ دعاء کر کے آتے ہیں کہ یا اللہ! ہمارے اندر جو مرض ہو وہی کہلا دے، اس صورت میں تو اور بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔

نظر بد سے حفاظت:

ہمارے گھر میں ایک خاتون آئیں، گھر والوں کی معرفت ایک دعاء کی درخواست

کی کہ ہمارے بچے جوان ہو رہے ہیں دعاء کریں کہ نظر بد سے محفوظ رہیں، میں نے یہ مطلب سمجھا کہ بچے محرمات پر نظر نہ ڈالیں، حفاظت دین کے لئے دعاء کرا رہی ہیں، جب کبھی کوئی لکھتا ہے کہ ہمارے بچے امتحان دے رہے ہیں ان کی کامیابی کے لئے دعاء کریں تو جواب میں لکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت دونوں کے امتحان میں کامیاب فرمائیں۔ میں نے ان خاتون کی درخواست کا یہی مطلب سمجھا کہ وہ یہی دعاء کرا رہی ہیں کہ کسی حرام چیز کی طرف ان کی نظر نہ اٹھنے پائے، بعد میں خیال آیا کہ ان کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کی جوانی پر کسی کی نظر نہ لگے، اس وقت ایک سبق ملا وہ یہ کہ جو نظر دنیوی صورت کے لئے مضر ہو اس سے بچنے کی تدبیر کی جاتی ہے، اس کے لئے تعویذ لئے جاتے ہیں، شبہ ہو تو عاملین کے پاس جاتے ہیں، ہزاروں ٹونے ٹوٹکے کئے کرائے جاتے ہیں۔ وہ نظر جس سے ظاہری رونق کا ضرر ہوتا ہے اس کی فکر تو ہوتی ہے، مگر وہ نظر جو دل کو خراب کرتی ہے، جو آخرت کے لئے مضر ہے، وہ نظر جو مالک کو ناراض کرے، وہ نظر جو جنت سے محروم کر دے، وہ نظر بد جس سے ہمیشہ مصیبتیں جھیلنی پڑیں اس سے بچنے کا کیوں خیال نہیں کیا جاتا؟ ایسی نظر کے لئے کیوں دعاء نہ کرائی جائے؟

یہ جوانی کب تک:

یہ جسم اگر رہ بھی گیا تو آخر کب تک؟ یہ جوانی رہ بھی گئی تو آخر کب تک؟ یہ حسن رہ بھی گیا تو آخر کب تک؟ حضرت مفتی محمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ بار بار اپنی مجالس ارشاد میں فرمایا کرتے تھے: تا بہ کے۔ ''آخر کب تک؟'' جو چیز فانی ہے، ختم ہو جانے والی ہے، اس کے لئے اتنی فکر، کیا کسی کو یہ خیال ہے کہ یہ فانی چیز فنا نہ ہوگی، اس کے لئے یہ فکر کہ کوئی چیز اس کو فنا نہ کر دے اور ادھر فکر نہ ہو کہ ہماری یہ نظر ہمیں جہنم کا مستحق بنا رہی ہے، اللہ کو ناراض کر رہی ہے، اس کی فکر پیدا کیوں نہیں ہوتی؟ جس طریقے سے

اس کی فکر ہوتی ہے کہ ہمارے ظاہر پر کوئی بدنظر اثر نہ کرے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنی نظر کے لئے بھی احتیاط کریں کہ اس سے آخرت کا نقصان نہ ہو، یہ نظر کہیں دیدارِ محبوب سے محروم نہ کردے۔

حفاظتِ نظر کا نسخہ:

اب رہا یہ کہ اس بدنظری سے کیسے بچا جائے؟ اول یہ سمجھ لیں کہ مسلمان کی نظر انتہائی معزز ہے مگر جب اس کو اللہ کی ناراضی پر استعمال کیا تو یہ ذلیل ہوگئی کیا غضب ہے ایسی معزز نظر کی اس قدر توہین؟ اس کی کتنی بے عزتی کر رہے ہیں، یہ ایک مسلمان کی نظر ہے اس کی عظمت کو پہچانا جائے اور اس کو بے وقعت نہ کیا جائے۔

صحبت اہل اللہ کی برکت:

حفاظتِ نظر کا دوسرا نسخہ بلکہ تمام امراض کا نسخۂ اکسیر ہے اہل اللہ کی صحبت۔

ایک وقت مجھ پر ایسا گزرا ہے کہ مجھے مزینات دنیا سے بہت نفرت تھی، حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی عمدہ عمارت میں جانا ہوتا تو مجھے ساز و سامان سے بہت نفرت ہوتی اور دل چاہتا کہ کسی جنگل میں بھاگ جاؤں مگر حضرت تشریف رکھتے تو بیٹھنا پڑتا، میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ خامی ہے، دعاء کرتا تھا کہ یا اللہ! اس خامی کو دور فرما کر اس مقام پر پہنچا دے جس پر حضرت شیخ ہیں کہ گدھا گزرے یا انسان کچھ پتا ہی نہ چلے کہ کون ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے کا صدقہ ہے کہ بہت جلدی وہ کیفیت حاصل ہوگئی اور وہ نفرت ختم ہوگئی، بازار میں خواہ کیسی ہی مزین چیز چلے اس پر نظر نہیں جاتی۔

لوگوں کی قسمیں:

اس کی ایک مثال ذہن میں آئی کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

① پہلی قسم:

ایک وہ جو پاخانے سے مانوس ہیں ان کو کستوری اور عطر سے نفرت ہوتی ہے۔ حضرت رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ایک بھنگی عطاری کی دکان کے قریب سے گزرا، اس کو عطر کی خوشبو آئی تو بے ہوش ہوگیا، طبیبوں نے کوشش کی علاج نہ ہوسکا، اس کے بھائی کو علم ہوا اس نے ناک کے قریب پاخانہ کیا تو وہ ہوش میں آگیا۔

② دوسری قسم:

دوسرے وہ لوگ ہیں جو ان پاخانوں سے کچھ تو مانوس ہیں مگر عقلی طور پر اس کو برا سمجھتے ہیں اور اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، اس پاخانہ کو اٹھاتے نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نفسانی خواہشات ابھرتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے نفس کے تقاضے کو روکتے ہیں، ان لوگوں کے بہت بڑے فضائل ہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط﴾ (۶۹-۳۰)

ترجمہ: ”اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے رستے ضرور دکھائیں گے۔“

فرمایا کہ ان کو ہم بچا لیتے ہیں، جذبات کے روکنے کی یہ مشقت اور مجاہدہ ہمیشہ نہیں رہتا بلکہ:

ع چند روزہ جہد کن باقی بخند

کسی بزرگ نے یہاں تک کہا ہے کہ کسی گناہ کا تقاضا ہونے پر اگر فوراً ایک جھٹکے کے ساتھ قلب سے باہر اس تقاضے کو پھینک دو تو اللہ رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندے کو دوبارہ اس تکلیف میں مبتلا نہیں فرماتے، دوبارہ تقاضا نہ ہوگا۔

③ تیسری قسم:

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کو محرمات سے نفرت ہے اور بچنا بھی چاہتے ہیں۔ ایک اور چوتھی قسم ہے جن کے دماغ میں اتنی خوشبو بسی ہوئی ہے کہ ان کے قرب و جوار میں اگر بدبودار چیزوں کے ڈھیر ہوں تو بھی انہیں اس کی بدبو نہیں آتی۔

یہ درجہ اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں، نجاست کے ڈھیر لگے رہیں، مرداروں پر گدھ منڈلاتے رہیں مگر یا اللہ! ہمیں اپنی طرف اتنے متوجہ فرمالے کہ ہمیں اس کا احساس ہی نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ یا اللہ! ہمیں اپنا بنالے اور خود ہمارا بن جا ؎

جو ہنس رہا ہے وہ ہنستا جائے
جو رو رہا ہے وہ روتا جائے
بصدق دل تو خدا خدا کر
جو ہو رہا ہے وہ ہوتا جائے

ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ کراچی میں بدمعاشی کے بہت اڈے ہیں، میں نے کہا کہ آپ اپنی اصلاح کریں، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اندر بھی کچھ روگ ہے اس لئے کہ اگر کسی باغ میں کوئی بھنگی جائے تو وہاں بھی پاخانے ہی کی تلاش کرتا ہے کہ یہاں کے پاخانے کس رنگ کے ہیں، یہاں بھنگی کی نوکری مل جائے وہ اسی فکر میں رہے گا۔ اور اگر شاہی دماغ ہوگا تو وہ وہاں کے پھولوں کو ڈھونڈے گا کہ چنبیلی کہاں ہے اور گلاب کہاں۔

صبح کے وقت ہم چاروں طرف سے لاؤڈ اسپیکر پر اذانوں کی آواز سنتے ہیں، جب مؤذن اللہ اکبر کہتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ سب نجاستیں دھل گئیں اور پوری فضاء معطر ہوگئی ہے۔ میرا تو اکثر یہ معمول ہے کہ صبح کے وقت ذرا باہر نکل کر اذانیں سن کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو سوچتا ہوں یہ اس لئے ذکر کر رہا ہوں کہ آپ بھی یہ معمول رکھیں،

اس طرف تو ذہن جاتا نہیں کہ یہاں کتنے دینی مدارس ہیں، کتنے حفظ و ناظرہ کے مکاتب ہیں، کتنی مساجد ہیں، کتنے اللہ والے ہیں ان خیر کی مجالس کو چھوڑ کر نظر بدمعاشی کے اڈوں کی طرف کیوں کی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی طبیعت میں بدمعاشی ہے، تاجر کی نظر تاجر پر ہوتی ہے، کاشت کار کی نظر کاشت کار پر ہوتی ہے۔

اس نظر کو صرف اپنے محبوب حقیقی کے لئے خاص کیجئے اور باقی چیزوں کے لئے یہ کہئے۔

؎ دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے ماہ خوباں کے لئے دربار دل

فکر آخرت عصائے موسوی:

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ فکر آخرت عصائے موسوی ہے جو دنیا بھر کے افکار کو ایک سانس میں نگل جاتی ہے، آخرت کی فکر پیدا کریں تو دنیوی افکار خود بخود ختم ہو جائیں گے، یہ کہا کریں کہ اس قلب میں دنیوی باطل افکار کے لئے کوئی جگہ نہیں، یہ قلب تو صرف اس ذات اقدس کے لئے ہے اور کسی کے لئے اس میں جگہ ہے ہی نہیں۔

ایک بزرگ کی حکایت:

ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ وہ جنگل میں کسی جھونپڑی میں رہا کرتے تھے، دریا میں طغیانی آئی ہوئی تھی، ایک شخص کو کسی ضروری کام کے لئے دوسری طرف جانا تھا، اس سے کسی نے کہا کہ اس جھونپڑی والے سے کہو تمہیں پار کرا دے گا اس نے آکر کہا تو انہوں نے اولاً تو ٹال دیا لیکن بعد میں کہا کہ دریا سے کہو کہ وہ شخص جس نے نہ کبھی کچھ کھایا پیا اور نہ ہی کبھی بیوی کے قریب گیا وہ کہتا ہے کہ مجھے راستہ دے دو، وہ شخص چلا گیا تو ان کی بیوی کہنے لگیں کہ آپ نے جو یہ بتایا کہ کبھی کچھ کھایا پیا نہیں یہ تو آپ

جائیں مگر یہ کہ بیوی کے پاس بھی نہیں گیا اس کا اثر مجھ پر پڑتا ہے کہ یہ بچے کہاں سے آ ئے؟

انہوں نے پہلے ٹال دیا مگر بیوی کے اصرار پر فرمایا کہ یہ سب کچھ اپنی ذات کے لئے نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کرتا ہوں۔ بس وہی بات ہے کہ:

؎ دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے ماہ خوباں کے لئے دربار دل

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ہر قسم کے افکار باطلہ و خیالات فاسدہ سے پاک فرما کر اپنی محبت سے منور فرمادیں۔

وصل اللّٰھم وبارك وسلم علی عبدك ورسولك محمد
وعلی اله وصحبه اجمعین.
والحمد للّٰه رب العٰلمین.